جدید اردو نثر کے معمار سر سید احمد خاں

ڈاکٹر محمد اکمل
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو
خواجہ معین الدین چشتی اردو، عربی-فارسی یونیورسٹی، لکھنؤ
ڈاکٹر عبدالحفیظ
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ عربی
خواجہ معین الدین چشتی اردو، عربی-فارسی یونیورسٹی، لکھنؤ

سرسید احمد خاں ہندوستانی تاریخ کا ایک اہم نام ہے-سر سید احمد خاں کئی حیثیتوں سے جانے جاتے ہیں، وہ ایک ادیب، ماہر تعلیم، مصلح قوم، سیاست داں، مفکر، صحافی ، علی گڑھ تحریک کے بانی اور جدید اردو نثر کے معمار وغیرہ کی حیثیت سے معروف ہیں-سر سید احمد خاں کے اثرات بیک وقت ادب ، سیاست ، تاریخ، معاشرت ، تعلیم ، مذہب اور صحافت پر پڑے-سر سید کے افکار سے استفادہ کرنے والوں میں الطاف حسین حالی، شبلی نعمانی، نذیر احمد، محسن الملک، مولوی ذکاء اللہ اور مولوی چراغ علی وغیرہ کے نام لئے جا سکتے ہیں-

سرسید احمد خاں کو خدا نے ایک خاص ذہن عطا کیا تھا ، ساتھ ہی ان کو ماں کی صورت میں ایک نہایت باوقار اور سمجھدار خاتون کی تربیت نصیب ہوئی- پانچ سال کی عمر میں سر سید کے گھرکی خادمہ کا انتقال ہوا، ملازمہ کے انتقال کی وجہ سےسر سید بے حد بے چین و پریشان ہوتے ہیں،ان کی پریشانی اور رنج و غم کو دیکھ کر ان کی والدہ کس خوب صورتی سے تلقین کرتی ہیں، ملاحظہ فرمائیں، اس ضمن میں سر سید احمد خاں خود رقم طراز ہیں-

" مجھے خوب یاد ہے ، ماں بی بی مرنے سے چند گھنٹے پہلے فالسہ کا شربت مجھ کو پلا رہی تھی- جب وہ مر گئی تو مجھے اس کے مرنے کا نہایت رنج ہوا- میری والدہ نے مجھےسمجھایا کہ وہ خدا کے پاس چلی گئی ہے ، بہت اچھے مکان میں رہتی ہے ، بہت سے نوکر چاکر اس کی خدمت کرتے ہیں اور اس کی بہت آرام سے گزرتی ہے تم کچھ رنج مت کرو- مجھ کو ان کے کہنے سے پورا یقین تھا کہ فی الوقت ایسا ہی ہے- مدت تک ہر جمعرات کو اس کی فاتحہ ہوا کرتی تھی اور کسی محتاج کو کھانا دیا جاتا تھا- مجھے یقین تھا کہ یہ کھانا ماں بی بی کے پاس پہنچ جاتا ہے- اس نے مرتے وقت کہا تھا کہ " میرا تمام زیور سید کاہے " مگر میری والدہ اس کو خیرات میں دینا چاہتی تھیں ، ایک دن انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ " اگر تم کہو تو یہ گہنا ماں بی بی کے پاس بھیج دوں ؟ "میں نے کہا "ہاں بھیج دو-" والدہ نے وہ سب گہنا مختلف طرح سے خیرات میں دے دیا-" حیات جاوید، ص: 47

سر سیداحمد خاں ایک شخص کے حوالے سے اپنی والدہ کی ایک اور نصیحت کا اس طرح ذکر کرتے ہیں-

" جب میں صدر امین تھا تو اس کے ساتھ میں نے کچھ سلوک کیا تھا اور اس کو ایک سخت مواخذہ سے بچایا تھا ، مگر ایک مدت کے بعد اس نے درپردہ میرے ساتھ برائی کرنی شروع کی اور مدت تک میری شکایت کی گمنام عرضیاں صدر میں بھیجتا رہا- آخر تمام وجہ ثبوت ، جس سے اس کو کافی سزا مل سکتی تھی ، میرے ہاتھ آ گئی اور اتفاق سے اس وقت مجسٹریٹ بھی وہ شخص تھا جو اس کو پھانسنے کی فکر میں تھا- میرے نفس نے مجھ کو انتقام لینے پر آمادہ کیا- میری والدہ کو جب میرا یہ ارادہ معلوم ہوا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ" سب سے بہتر تو یہ ہے کہ در گزر کرو اور اگر بدلہ ہی لینا چاہتے ہو تو اس زبردست حاکم کے انصاف پر چھوڑ دو جو ہر بدی کی پوری سزا دینے والا ہے- اپنے دشمنوں کو دنیا کے کمزور حاکموں سے بدلہ دلوانا بڑی نادانی کی بات ہے-"ان کے اس کہنے کا مجھ پر ایسا اثر ہوا کہ اس دن سے